

صحیح منزل کا تعین کرنا

Setting the Right Goal

خدا کی نظر میں کامیاب ہونے کے لیے بے حضوری ہے کہ پاسبان اس مقصد کو صحیح جو خدا نے اس کے لیے رکھا ہے۔ اگر وہ اپنے مقصد کو نہیں سمجھ پاتا تو وہ اپنی کامیابی یا ناکامی کو نہیں جان سکتا۔ بے شک وہ سمجھتا ہے کہ وہ کامیاب ہے لیکن درحقیقت وہ ناکام ہے وہ اس دوڑتے والے کھلاڑی کی طرح ہے جو کہ بڑی تیزی سے دوڑ کر ۸۰۰ میٹر کے ہدف پر پہنچ کر خوشی سے اپنے ہاتھ اٹھا کر عوام کی داد و صول کر رہا ہوتا ہے لیکن اسے احسان نہیں کر وہ تو ۱۲۰۰ میٹر کی دوڑ میں شرکت کر رہا ہے۔ اس طرح ہدف کی غلط فہمی کی وجہ سے اسے ناکامی ہوئی۔ وہ سمجھتا تھا کہ وہ جیت گیا ہے لیکن وہ شکست خور ہے۔ اس معاملے میں ایک قول بالکل درست ہے ”اول آخر ہو جائیں گے۔“

بہت سے پاسبانوں کے خاص مقاصد ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنی روایا کرتے ہیں۔ اپنی بلاہث اور انعام کی بنیاد پر وہ بڑی جدوجہد سے اسے حاصل کرتے ہیں۔ انعام اور بلاہث مختلف ہوتی ہیں۔ وہ بے شک کلیسیاء کا پاسبان، کسی خطے کا مبشر، یا صداقت بیان کرتا ہو۔ لیکن خدا کا دیا ہوا مقصد جس کا تذکرہ میں کر رہا ہوں وہ عمومی مقصد ہے اور ہر خادم پر لا گو ہوتا ہے۔ یہ ایک عظیم روایا ہے اور ہر مفرد روایا کے پیچھے اس عمومی روایا کا بڑا عمل دخل ہے لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا۔ پیشتر خادم جن کی خاص روایا ہے لیکن وہ خدا کی عمومی روایا کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ کچھ لوگوں کی رویاخدا کی روایا کے بر عکس کام کرتی ہے۔ پیش میں ایک بڑھتی ہوئی کلیسیاء کا پاسبان تھا لیکن ایک دفعہ میرے ساتھ بھی یہ ہوا تھا۔ خدا کی عمومی روایا کیا ہے؟ جو کہ خدا نے ہر خادم کو دی ہے اس کا جواب ہمیں مت (۲۸:۲۸) میں ملتا ہے۔ وہ راستہ جس سے ہم اچھی طرح آشائیں لیکن ہم اکثر اسے کھو دیتے ہیں۔ اس پر آیت با آیت غور کریں۔

”یوسع نے پاس آکر اُن سے باتیں کی اور کہا آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھ دیا گیا ہے۔“ (مت ۲۸:۲۸)

یوسع چاہتا تھا کہ اُس کے شاگرد سمجھیں کہ اُس کے باپ نے اسے اعلیٰ اختیار دیا ہے۔ بے شک خدا چاہتا تھا کہ یوسع کی تابعداری کی جائے۔ جیسا کہ ہر باپ جب کسی کو اختیار دیتا ہے تو وہ چاہتا ہے۔ لیکن یوسع مُسْتَقِمَ کا اختیار مختلف تھا اسے آسمان اور زمین کا کل اختیار دیا گیا تھا۔ یہ محدود اختیار نہیں تھا جیسا کہ خدا نے دوسروں کو دیا تھا (یوسع خداوند ہے)۔ اسی لیے کوئی بھی شخص جس کا یوسع کے ساتھ خداوند ہونے کے ناطے سے کوئی تعلق نہیں ہے تو اس کا یوسع سے کوئی تعلق نہیں۔ یوسع سب باتوں سے بڑھ کر خداوند ہے۔ اسی لیے پرانا عہد نامہ میں لفظ ”خداوند“ ۱۰۰ مرتبہ آیا ہے جبکہ لفظ ”نجات دہندة“ صرف ۱۵ دفعہ آیا ہے۔ اسی لیے پلوں کہتا ہے ”خداوند یوسع مُسْتَقِمَ مرا اور زندہ ہوا کہ لوگوں پر بطور خداوند حکومت کرئے۔“ (رومیوں ۹:۱۲) میں نے اس کتاب میں خادموں کو مدد کرنے کے طور پر مخاطب کیا ہے تاکہ کتاب میں یکساں سوزی

رہے جبکہ مرد حضرات کی اکثریت خدمت کا کام سر انجام دے رہی ہے۔ میں کلام سے متفق ہوں کہ خدا نے عورتوں کو بھی خدمت کے لیے ملایا ہے اور میں کچھ خواتین کو جانتا ہوں جو کہ موثر طور پر خدمت سر انجام دے رہی ہیں۔ یہ موضوع اس کتاب کے باب ”خدمت میں خواتین“ میں بیان کیا گیا ہے۔

حقیقی نجات کا ایمان

True Saving Faith

جب موجودہ دور کے مبشر اور پاسبان غیرنجات یافتہ لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ”یسوع کو اپنا نجات دہندا قبول کریں“، (یہ تصور یا مقالہ کلام میں نہیں ہے) تو یہ ان کا انجیل کو صحیح طور پر نہ سمجھ پانے کا اکشاف ہے۔ مثال کے طور پر جب فہمی داروغہ نے پولوس سے پوچھا کہ وہ کیا کرے کہ نجات پائے تو پولوس نے یہ نہیں کہا کہ تو یسوع کو اپنا نجات دہندا قبول کر۔ اُس نے کہا ”خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا“ (اعمال ۳:۱۶)۔ جب لوگ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں تو وہ نجات پاتے ہیں۔ میں آپ کو باور کرا دوں کہ لوگ اس وقت تک نجات نہیں پاتے جب تک وہ نجات یا یسوع کے بارے عقیدہ پر یقین نہ کریں، بلکہ جب وہ ایک شخصیت یعنی خداوند یسوع مسیح پر ایمان رکھتے ہیں تو یہ بچانے والا ایمان ہے۔ بہت سے یقین کرتے ہیں کہ یسوع کی موت اُن کے گناہوں کے کفارہ کے لیے کافی تھی یا نجات ایمان کے وسیلے سے ہے یا یسوع اور نجات کے بارے اور بہت سی باتیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہی نجات کا ایمان ہے لیکن ہرگز ایسا نہیں۔ شیطان بھی یسوع اور نجات کے جو تے ان تمام باتوں پر یقین رکھتا ہے۔ نجات کا ایمان یسوع مسیح پر ایمان پر مشتمل ہے اور وہ کون ہے؟ (وہ خداوند ہے)۔ یہ بات واضح ہے کہ اگر میں ایمان رکھتا ہوں کہ یسوع خداوند ہے تو میں ایسا رویہ رکھوں گا جیسا کہ خداوند کے ساتھ ہونا چاہیے، اور دل سے اُس کی اطاعت کروں گا اگر میں اُس کی اطاعت نہیں کرتا، تو میں اُس پر یقین نہیں رکھتا۔ اگر کوئی کہے کہ میرے گے جو اُس نے کی تھی۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ وہ یسوع پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اگر انہوں نے اپنے گناہوں سے تو نہیں کی اور دل سے اُس کی اطاعت نہیں کی تو وہ یسوع پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ ایک تصور اُسی یسوع پر تو یقین رکھتے ہوئے، لیکن خداوند یسوع مسیح نہیں، جسے آسمان اور زمین کا کل اختیار دیا گیا ہے۔ یہ اس لیے ہوتا ہے کہ جب خادم مسیحیت کے بنیادی پیغام کو صحیح طرح سے سمجھنی پاتا تو وہ شروع ہی سے مشکل کا شکار ہو جاتا ہے اور پھر وہ خداوند کی توقع کے مطابق کامیاب نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بنیادی پیغام کی صحیح طور سے نمائندگی نہیں کر سکتا وہ پیغام جو خدا چاہتا ہے کہ دنیا سنے، بے شک وہ ایک بڑھتی ہوئی کلیسیاء کا خادم ہے لیکن وہ کس طرح سے خداوند کی عمومی روایا کو پورا کرنے میں ناکام رہتا ہے۔

The Big Vision

آئیے ہم دوبارہ (متی: ۲۸-۱۹) کا جائزہ لیتے ہیں اس کی عظیم باہمیت کے اعلان کے بعد یسوع نے حکم دیا۔ (متی: ۲۰-۲۸) ”پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناو اور ان کو باپ اور بیٹی اور روح القدس کے نام سے پتھمہ دواوران کو تعلیم دو کہ ان سب باقوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا اور دیکھو میں دنیا کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں۔“ یسوع نے لفظ ”پس“ استعمال کیا ہے اس نے کہا کہ ”پس تم جا کر قوموں کو شاگرد بناو.....اس نے اس لیے کہا کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ کل اختیار مجھ دیا گیا ہے کیونکہ میں خداوند ہوں.....اور لوگ میری تابعداری کریں.....اور میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ جاؤ اور شاگرد بناو، اور انہیں تعلیم دوتا کہ میرے حکموں کو مانیں۔“

اور یہی عمومی روایا ہے، ہماری خدمت کے لیے خدا کی عظیم روایا۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ایسے شاگرد بنا میں جو یسوع کے تمام احکامات کی تابعداری کریں۔ یہی وجہ ہے کہ پلوں کہتا ہے جس کی معرفت ہم کو فضل اور رسالت ملی تاکہ اس کے نام کی خاطر سب قوموں میں ایسے لوگ ایمان کے تابع ہوں۔ مقصد تابعداری کا تھا، تابعداری کا مطلب ایمان تھا۔ جن لوگوں کا خداوند یسوع پر حقیقی ایمان ہے وہ اُس کے حکموں کو مانتے ہیں۔

یہی وجہ تھی کہ پطرس نے پیغمبرت کے دن منادی کی ”پس اسرائیل کا سارا گھر انہیں یقین جان لے کہ خدا نے اسی یسوع کو جسے تم نے مصلوب کیا خداوند کیا اور مسیح بھی“ (اعمال: ۳۶:۲)۔ پطرس چاہتا تھا کہ یسوع کو مصلوب کرنے والے جانیں کہ خدا نے یسوع کو خداوند کیا اور مسیح بھی، انہوں نے اُسے مصلوب کیا جس کی تابعداری خدا آن سے چاہتا تھا، اثبات جرم کے تحت انہوں نے اُس سے پوچھا کہ ہم کیا کریں؟ پطرس نے کہا پس سب سے پہلے تم توہہ کرو یہ اُن کو نافرمانی سے فرمانبرداری کی طرف لانا تھا۔ یسوع کو خداوند مانتا تھا۔ پھر پطرس نے آن سے کہا کہ جیسا یسوع نے حکم دیا ہے کہ تم پتھمہ لو۔ پطرس یسوع کے پیروکار اور تابعدار شاگرد بنا تھا، اور اُس نے اصل پیغام کو درست طریق سے شروع کیا اس طرح ہر خادم اپنی کامیابی کا اندازہ لگاتا ہے ہم میں سے ہر کوئی اپنے آپ سے سوال کرے کہ کیا میری خدمت لوگوں کو یسوع کے احکامات کی تابعداری کے لیے راہنمائی کر رہی ہے؟ اگر ایسا ہو رہا ہے تو ہم کامیاب ہیں اگر ایسا نہیں ہو رہا تو ہم ناکام ہیں۔ ایسا بہتر جو لوگوں کو قائل کرتا ہے کہ وہ یسوع کو قبول کریں اور انہیں یہ بتاتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں سے توہہ کریں تو وہ ناکام ہے۔ پادری جو کہ بڑی کلیسیا بنا نا چاہتا ہے اور بہت سی سماجی سرگرمیاں منعقد کرتا ہے کہ ہر ایک کو خوش رکھنے تو وہ ناکام ہے۔ معلم جو کہ صرف موجودہ کیرس یہیک عقیدہ (عمومی رسومات) کی تعلیم دیتا ہے تو وہ ناکام ہے۔ ایسا رسول جو کلیسیا میں قائم کرے جو یسوع پر ایمان پر مشتمل ہوں، لیکن اُس کی تابعداری نہ ہو تو وہ ناکام ہے۔ وہ نبی جو صرف لوگوں کے لیے یہ بوت کرے کہ جلد ہی انہیں کیا کیا برکات ملنے والی ہیں تو وہ ناکام ہیں۔ معلم جو کہ صرف موجودہ (کیرس یہیک عقیدہ) عمومی رسومات کی تعلم دیتا ہے تو وہ ناکام ہے۔ ایسا رسول جو ایسی کلیسیا میں قائم کرے جو یسوع پر ایمان تو رکھتی ہوں لیکن اس کی تابعداری نہ کرتی ہوں، تو

وہ ناکام ہیں۔ وہ نبی جو صرف لوگوں کے لئے نبوت کرے کہ جلد ہی انہیں کیا کیا برکات ملنے والی ہیں تو وہ ناکام ہے۔

میری ناکامی

My Failure

چند سال پہلے جب میں بڑھتی ہوئی کلیسیاء کا پادری رحات اور حقدس نے مجھ سے ایک سوال کیا جس نے میری آنکھیں کھول دیں کہ میں خداوند کی عمومی رویا کو پورا کرنے میں کتنا کام ہوں، جب میں (متی ۲۵:۳۱-۳۲) میں بھیڑوں اور بکریوں کے امتیاز کے بارے پڑھ رہا تھا تو روح القدس نے مجھ سے سوال کیا ”اگر آج تیری کلیسیاء میں ہر کوئی مر جائے اور بھیڑوں اور بکریوں کے امتیاز کے لیے عدالت میں کھڑے ہوں تو کتنی بھیڑیں ہو گی اور کتنی بکریاں ہو گی؟“ یا خصوصی طور پر پچھلے سال تیری کلیسیاء کے لئے لوگوں نے بھوکے میگی بہن بھائیوں کو کھانا دیا، پیاسوں کو پانی پلایا، بے گھروں کو پناہ دی یا پردیسوں کو اپنے گھر میں اٹارا، بگلوں کو کپڑے دیے یا یہاں اور ایماندار قیدیوں کی خبری۔ میں نے جانا کہ بہت کم ہیں جنہوں نے یہ سب کیا ہو یا اس سے ملتے جلتے کام کئے ہوں گوہ گرجہ میں آتے ہیں پرستش کے گیت گاتے ہیں، میرا وعظ سنتے ہیں اور ہدایہ بھی دیتے ہیں، پھر ہمیں یسوع کے معیار کے مطابق بکریاں ہیں اور کسی حد تک میں بھی قصور وار ہوں کیونکہ میں نے انہیں تعلیم نہیں دی کہ یہ خدا کے نزدیک کتنی اہمیت کا حامل ہے کہ ہم میگی بہن بھائیوں کی ضروریات کو پورا کریں۔ میں نے جانا کہ میں اس کو نظر انداز کر رہا ہوں جس کی خدا کے سامنے بہت اہمیت ہے۔ دوسرا بڑا حکم یہ ہے کہ اپنے پڑوی سے اپنی مانند محبت رکھ اور یسوع نے نئے عہد نامہ میں حکم دیا کہ آپس میں ایسے محبت رکھو جیسے اُس نے ہم سے کی، آخر کار میں نے محسوس کیا کہ جو کچھ میں تعلیم دے رہا تھا وہ خدا کے شاگرد بنانے کے عمومی مقصد کے بخلاف تھی۔ میں اپنی عمومی کلیسیاء کو مشہور اعتدال پسند عنوں ”خوشحالی کی زنجیر“ سکھا رہا تھا۔ بے شک یہ یسوع کی مرضی نہیں کہ اُس کے لوگ زمین پر مال جمع کریں۔ (متی ۱۹:۶-۷) جو کچھ ہمارے پاس ہے اسی پر فقامت کریں اور اگر کھانا اور کپڑے ہیں تو اُسی پر فقامت کریں (عبرانیوں ۵:۷-۸)۔ میں اپنی امریکی کلیسیاء کو تعلیم دے رہا تھا کہ خدا چاہتا ہے کہ آپ لوگ اور حاصل کریں پر میں انہیں یسوع کی تابعداری کی تعلیم نہیں دے رہا تھا۔

جب مجھے احساس ہوا کہ میں کیا کر رہا ہوں، تو میں نے توپ کی اور کلیسیاء سے معدتر چاہی۔ میں نے شاگرد بنانے کی کوشش شروع کر دی اور یسوع کے تمام حکموں کی تابعداری کی تعلیم دینا شروع کر دی میں نے یہ سب اُس کے خوف و اغطرزیت سے کیا۔ مجھے شب ہوا کہ جیسے میری کلیسیاء میں بعض یسوع کے حکموں کی تابعداری نہیں کرنا چاہتے، وہ ایسی میسیحت کو ترجیح دیتے تھے جو ان سے کسی قسم کی کوئی قربانی نہ مانگت ہے اور میرا اندر شہر درست تھا۔ سب کچھ ظاہر کرنے کے باوجود بہت تھوڑے تھے جنہیں دنیا کے مصیبتوں میں بتلا ایمانداروں کی فکر لاخت تھی۔ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ کیسے ان تک خدا کا پیغام یا کلام پہنچایا جائے جنہوں نے اس کا بھی تک نہیں سُنا۔ اس کے بجائے انہیں فکر تھی کہ اپنے لیے اور زیادہ حاصل کریں۔

جب پاکیزگی کی بات آتی تو وہ صرف آہات آمیر گناہوں سے اچناب کرتے تھے جس کی مخالفت غیر نجات یافتہ لوگ بھی کرتے ہیں اور عام اعتدال پسند امرکیوں کے جیسے زندگی برکرتے تھے لیکن حقیقت میں خدا سے پیار نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ یسوع کے حکموں کی تابع داری نہیں کرنا چاہتے تھے (یوحنہ ۲۱: ۲۳)۔

مجھے جس کا ذر ہے وہ سچ ہے، بہت سے نمودی مُسْکی بھیڑوں کے لباس میں ملمس بکریاں ہیں۔ جب میں ان سے کہتا ہوں کہ اپنی خودی سے انکار کریں اور اپنی صلیب اٹھائیں، تو کچھ لوگ ناراض ہوتے ہیں۔ ان کے لیے گرجہ گھر اچھے سازوں کے ساتھ سماجی طور پر لطف اندوڑ ہونے کی بنیادی جگہ ہے جیسا کہ دنیا کے کلبوں اور شراب خانوں میں لطف اندوڑی ہوتی ہے۔ وہ اپنی نجات اور خدا کے پیار کی قدمیق کے علاوہ اور کوئی منادی برداشت نہیں کرتے۔ لیکن وہ نہیں سننا چاہتے کہ خدا ان سے کیا چاہتا ہے وہ نہیں چاہتے کہ کوئی ان کی نجات کے بارے سوال کرے۔ وہ اپنی زندگیاں خدا کے بنائے ہوئے نمودنے کے مطابق گزارنا نہیں چاہتے جس کے لیے انہیں کوئی قیمت ادا کرنی پڑے۔ یقیناً وہ اپنی دولت سے اس وقت حصہ دار بنتا چاہیں گے جب تک وہ اس بات کے قائل نہیں ہوتے کہ خدا اس کے بدلے میں انہیں اور دے گا۔ مزید یہ کہ وہ براہ راست استفادہ حاصل نہ کریں۔ جو کچھ انہوں نے دیا خاص طور پر ان کی دولت یا پیسہ تاکہ ان کے لیے گرجہ کی سہولیات میں اضافہ ہو۔

خود کو جا نچنے کا وقت

A Time for Self-Examination

یہ اچھا وقت ہو گا ہر اس خادم یا خادمه کے لیے جو اس کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں کہ وہ اپنے آپ سے یہ سوال کر سکتا یا اسکتی ہے جوروں القدس نے مجھ سے کہا تھا: ”اگر وہ لوگ جن کو میں کلام سناتا ہوں ابھی مر جائیں اور بھیڑوں اور بکریوں کے انتیاز کے لیے کھڑے ہوں تو کتنی بھیڑیں ہو گی اور کتنی بکریاں ہو گی؟“ جب خادم اپنی کلیسیاء کے ان لوگوں کو جنکے اعمال بکریوں جیسے ہیں یہ یقین دہانی کرتا ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں تو وہ بالکل اس کے بر عکس کرتا ہے جو خدا اس کے سیلے بتانا چاہتا ہے، تو وہ خادم یسوع کے خلاف کام کر رہا ہے۔ یسوع چاہتا ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے جیسا کہ اس نے (متی ۲۵: ۳۱-۳۶) میں کہا ہے۔ یسوع اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ بکریوں کو آگاہ کیا جائے، وہ نہیں چاہتا کہ وہ آسمان پر جانے کا سوچیں۔

یسوع نے کہا کہ ہماری باہمی محبت سے لوگ جانیں گے کہ ہم اس کے شاگرد ہیں (یوحنہ ۳: ۳۵) یقیناً وہ اس محبت کی بات کر رہا تھا جو کہ دنیاوی لوگوں کی ایک دوسرے سے دکھاوے کی محبت سے بالاتر ہو، بصورت دیگر اس کے شاگرد دنیاوی لوگوں سے مفرود ہو نگے محبت کی وہ قسم جس کے بارے یسوع نے کہا وہ جذبہ ایثار ہے، جب ہم ایک دوسرے سے اس طرح کی محبت کرتے ہیں جیسے اس نے ہم سے کی یہاں تک کہ ایک دوسرے کے لیے ثار ہو جائیں۔ (یوحنہ ۱: ۲۰، ۳۱)

میں لکھا ہے ”ہم موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے کیونکہ ہم بھائیوں سے محبت رکھتے ہیں تو پھر ہم نئی پیدائش رکھتے ہیں۔ جو محبت نہیں رکھتا موت کی حالت میں رہتا ہے۔“ جب ہم ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں تو پھر ہم نئی پیدائش

لیتے ہیں۔ وہ لوگ جو خادموں کے خلاف بڑھاتے ہیں اور ان سے نفرت کرتے ہیں کہ وہ ان کو یسوع کے احکامات سکھاتے ہیں۔ لیکن کیا مجہت کا لبادہ اوڑھ لینے سے آن پرنسی پیدائش کی چھاپ لگ جاتی ہے؟ ہرگز نہیں، وہ بکریاں ہیں اور دوزخ کے راستے پر ہیں۔

تمام قوموں کو شاگرد بناؤ

Disciple of All Nations

اس سے پیشتر کہ ہم مزید آگے بڑھیں آئیے پھر ایک مرتبہ (متی: ۲۸-۱۹) پر نظر خانی کریں یسوع نے اپنے شاگروں کو عظیم اور عمومی حکم دیا۔ کیا ہم اسے نظر انداز کر سکتے ہیں؟ ”پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور ان کو باپ اور بیٹھے اور روح القدس کے نام سے پتمنہ دوا و ان کو یہ تعلیم دو کہ ان سب باقتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تمہیں حکم دیا۔“ (متی: ۲۰-۱۹)

یسوع تمام قوموں کو شاگرد بنانا چاہتا ہے۔ دنیا کی تمام نسلوں کا یوتانی زبان میں زیادہ بہتر طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔ اگر یسوع نے حکم دیا ہے، تو میں اس پر یقین کرنے میں پہل کرتا ہوں کہ ایسا کرنا نہ ممکن ہے۔ ہم دنیا کی تمام نسلوں کو یسوع کا شاگرد بناسکتے ہیں۔ یہ کام صرف اُن گیارہ شاگروں کو ہی نہیں سونپا گیا تھا بلکہ ان کے بعد ہر ایک شاگرد پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی، کیونکہ یسوع نے گیارہ کو کہا تھا کہ جو احکامات میں نے تمہیں سکھائے ہیں تمہارے شاگرد بھی اُن کی تابعداری کریں، تاہم اُن گیارہ نے اپنے شاگروں کو تعلیم دی کہ یسوع کے حکموں کو مانیں اور قوموں کو شاگرد بنائیں۔ بعد میں آنے والے ہر شاگرد کے لیے یہ حکم بلا یقین مدت سے جاری ہے۔ یسوع کے ہر شاگرد کو کسی طرح قوموں کو شاگرد بنانے کے عمل میں شامل ہونا چاہیے۔

یہ سب اگلے عنوان میں بیان کیا جائے گا کہ کیوں ”ارشادِ عظیم“، اب تک پورا نہیں ہوا۔ ظاہری مسح تو لاکھوں میں لیکن یسوع کے حقیقی شاگروں کی تعداد بہت کم ہے۔ ظاہری مسیحیوں کی اکثریت کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ ہر نسل میں اس کے شاگرد بنائے جائیں۔ کیونکہ وہ یسوع کے احکامات کو ماننے کے پابند نہیں ہیں جب یہ نقطہ اعتماد جاتا ہے تو وہ اکثر اس طرح سے مغدرت کر لیتے ہیں کہ ”یہ مری خدمت نہیں ہے“ اور میں محسوس کرتا ہوں کہ مجھے اس طرف کوئی راہنمائی نہیں ملی۔ بہت سے خادم ایسے بیان بنائیتے ہیں، جیسا کہ تمام بکریاں، جو کہ یسوع کے احکامات میں سے چند ایک کو چن لیتے ہیں جو کہ اُن کے مقصد کے مطابق ہوتے ہیں۔

اگر ہر ظاہری مسحی حقیقی طور پر خداوند یسوع مسح پر یقین رکھے تو زیادہ وقت در کارشہ ہو گا کہ دنیا میں ہر کوئی انجیل کو سنے گا۔ یسوع کے شاگروں کی اجتماعی کوشش ایسا کر سکتی ہے۔ اگر وہ اپنا پیسہ اور وقت دنیاوی کاموں اور چیزوں میں ختم کرنے سے باز آئیں اور اسے ایسے مقدمہ کے حصول کے لیے استعمال کریں جو کہ اُن کے خداوند نے انہیں حکم دیا ہے۔ جب خدا کا خادم

اعلان کرتا ہے کہ آنے والی عبادت میں مشنری پیام دے گا تو وہ توقع کر سکتا ہے کہ حاضری کم ہو جائے گی، بہت سی بکریاں گھروں میں رہیں گی یا کہیں اور چلی جائیں گی۔ وہ یسوع کے آخری حکم کی تابعداری کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ جبکہ دوسری طرف بھیڑ ہر دفعہ قوموں کو شاگرد بنانے کی کامیابی میں شامل ہونے سے خوش ہوتی ہے۔

(متی ۲۸:۲۰) سے متعلق آخري بات یہ ہے کہ یسوع نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے شاگردوں کو پتھسمہ دیں۔ رسولوں نے وفاداری سے اس حکم کی تکمیل کی، انہوں نے فوراً ان لوگوں کو پتھسمہ دیا جنہوں نے تو بکی اور خداوند یسوع پر ایمان لائے۔ پتھسمہ بلاشبہ ایماندار کا یسوع کے ساتھ مرنے اور فتنے ہونے اور جی اٹھنے کی علامت ہے، یسوع چاہتا ہے کہ اس حقیقت کی تمثیلی صورت ہر نئے ایماندار کے پتھسمہ میں بنائی جائے۔ اس کے دماغ پر چھاپ لگائی جائے، کہ وہ نئی فطرت کے ساتھ بیان انسان ہے وہ مسیح میں یک روح ہے اور وہ اس میں رہتا ہے، اُسی نے اُسے مجاز کیا ہے کہ وہ خدا کی فرمانبرداری کرے۔ وہ اپنے گناہوں میں مر گیا تھا لیکن اب روح القدس کے وسیلے سے صاف اور زندہ کیا گیا ہے۔ اسے صرف معاف ہی نہیں کیا گیا بلکہ یکسر تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس طرح خدا ایک دفعہ پھر نشاندہی کرتا ہے کہ حقیقی ایماندار مختلف لوگ ہیں اب ان کے اعمال اس وقت کی زندگی سے؛ جب وہ روحانی طور پر مردہ تھے مختلف ہیں۔ یسوع کے آخری الفاظ کا مفہوم ہے ”دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں“ (متی ۲۸:۲۰)۔ کیا یہ سوچنا مناسب نہیں کہ لوگوں کے ساتھ مسیح کی ہمیشہ کی موجودگی ان کے بر تاؤ پر اثر انداز ہو گی؟

یسوع شاگردیت کی وضاحت کرتا ہے

Jesus Defines Discipleship

ہم پہلے اس بات سے متفق ہو چکے ہیں کہ یسوع کا ہمارے لیے عظیم مقصد ہے کہ ہم شاگرد بنائیں یعنی لوگ گناہوں سے توبہ کریں اور اس کے احکامات اور تابعداری سکھیں۔ یسوع نے مزید یوحنہ (۳۲:۸) میں وضاحت کی ہے کہ! کون شاگرد ہے؟ ”اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ڈھہرو گے۔“

یسوع کے مطابق حقیقی شاگردوہ ہیں جو اس کے کلام پر قائم رہتے ہیں یا اس کے کلام میں اپنے گھر بنایتے ہیں۔ جب وہ اس کے کلام سے سچائی سکھیں گے تو یقیناً آزاد رہیں گے۔ بعد کے حوالہ میں یسوع گناہوں سے آزاد رہنے کی بات کر رہا ہے۔ پڑھیے (یوحنہ ۳۶:۸-۳۷)

ایک دفعہ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع کی وضاحت کے مطابق شاگرد اس کے احکام سکھتے اور تابعداری کرتے ہیں۔ بعد میں یسوع نے کہا۔ ”میرے بارپ کا جلال اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہم بہت سا چھل لا اور جب ہمیں میرے شاگرد ڈھہرو گے۔“ (یوحنہ ۱۵:۸)

اس طرح یسوع کے مطابق شاگرد بہت سا چھل لا کر خدا کو جلال دیتے ہیں۔ اور جو چھل نہیں لاتے وہ اس کے شاگرد ثابت

نہیں ہوتے۔ یسوع نے اپنے حقیقی شاگرد کے پہچانے جانے والے پھل کے بارے خاص وضاحت کی۔
(لوقا: ۱۳: ۲۵)

آئین ۲۵ آیت سے ہم دیکھتے ہیں: ”جب بہت سے لوگ اُس کے ساتھ جا رہے تھے تو اس نے پھر کران سے کہا،“ کیا یسوع مطمئن تھا کہ جم غیر اس کے ساتھ ہے؟ کیا اس نے اپنا ہدف حاصل کر لیا تھا کہ اس نے ایک بڑی کلیسیاء حاصل کی ہے؟ نہیں، یسوع اس جم غیر سے مطمئن نہیں تھا جو کہ اس کا کلام سن رہے تھے، اس کے مجرمات دیکھ رہے تھے، اور بعض اوقات اس سے کھانا بھی کھا رہے تھے۔ یسوع ان لوگوں کا مثالی تھا جو خدا سے اپنے پورے دل، دماغ اور جان سے محبت کرتے ہوں وہ ایسے لوگ چاہتا تھا جو اس کے احکامات کو مانیں۔ دراصل وہ شاگرد چاہتا تھا۔ پھر اس نے اس بھوم سے کہا، ”اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔“ (لوقا: ۱۳: ۲۶)

اس میں کوئی اندیشہ نہیں کہ یسوع نے اپنے شاگرد بنانے کے لیے تقاضا جات رکھے ہوئے ہیں۔ ضرور ہے کہ اس کا شاگردان لوگوں سے دشمنی کرے جنہیں فطری طور پر وہ سب سے عزیز رکھتا ہے، یہ بعید از قیاس دکھتا ہے جبکہ کلام میں ہمیں حکم ملا ہے کہ اپنے والدین کی عزت کریں اور اپنی بیوی اور بچوں کو پیار کریں۔ یسوع مبالغہ کہہ رہا تھا۔ اس سے مراد ہے اگر ہم اس کے شاگرد نہیں تو بھی ہم اسے سب سے زیادہ پیار کریں اور ان لوگوں سے بھی زیادہ جنہیں ہم قدر تی طور پر بہت پیار کرتے ہیں۔ یسوع کی توقعات کی حد تک واجب ہیں کیونکہ وہ جما را خدا ہے جسے ہمیں پورے دل، دماغ، روح اور جان سے پیار کرنا چاہیے۔

یہ مت بھولیں کہ ہم خادموں کا کام شاگرد تیار کرنا ہے۔ یعنی ہمیں ایسے لوگ تیار کرنا ہیں جو کہ اسے اعلیٰ پیار کرتے ہوں اور اپنے والدین، بیوی اور بچوں سے بھی بڑھ کر اسے پیار کرتے ہوں۔ اس کتاب کو پڑھنے والے ہر خادم کیلئے اچھا ہو گا کہ اپنے آپ سے سوال کرے کہ میں ایسے لوگ تیار کرنے میں کتنا کامیاب ہوں؟ ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ کوئی شخص یسوع سے پیار کرتا ہے؟ یسوع نے ہمیں یو جتنا ۲۱: ۱۳ میں بتایا ہے ”اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔“ اگر کوئی شخص اپنی بیوی، بچوں اور والدین سے زیادہ پیار کرتا ہے تو ہم نتائج اخذ کر سکتے ہیں کہ وہ اس کے حکموں پر عمل کرتا ہے۔ اور یسوع کے شاگرد اس کے حکموں کے تابع دار ہیں۔

دوسری شرط

A Second Requirement

یسوع اُس دن اپنے ساتھ چلنے والے بھوم سے مسلسل مخاطب رہا کہ:-
”جو کوئی اپنی صلیب نہ اٹھائے اور میرے پیچھے نہ آئے وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔“ (لوقا: ۱۳: ۲۷)

یسوع نے اپنے شاگردوں کے سامنے یہ دوسری شرط رکھی ہے اس سے اُس کی کیا مراد ہے؟ کیا واقعی شاگردوں کو شہر تیر انھا کر چلتا ہے؟ نہیں، یسوع مبالغہ کہہ رہا تھا۔ یسوع کے اس یہودی جھوم میں سارے نہیں تو بہت ساروں نے مجرموں کو صلیب پر مرتے دیکھا تھا۔ روئی دور میں مجرموں کو شہر کے باہر کے دروازے پر انہم شارع پر صلیب دیتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ جرم کرو کا جاسکے۔ اسی وجہ سے میرا اندر یہ ہے کہ یسوع کے ان دونوں میں یہ جملہ عام سے کلمات تھے کہ ”اپنی صلیب انھاؤ“۔ جو کوئی بھی صلیب دیا جاتا وہ روئی سپاہی کو یہ کہتا سنا کہ ”اپنی صلیب انھاؤ اور میرے پیچھے آؤ“۔ یہ دہشت کے نہ متی الفاظ تھے اور وہ جانتے تھے کہ بیت ناک روحانی اذیت کے دن اور پھر کا آغاز ہو گیا ہے۔

اس لیے یہ جملہ عام سے کلمات بن گئے جس کے معنی تھے ”ناگزیر مصیبت قبول کرو“۔

میں تصور کرتا ہوں کہ باپ اپنے بیٹوں کو کہتے ہو گئے! بینا میں جانتا ہوں کہ تمہیں بیت الخلاء صاف کرنے سے نفرت ہے یہ بد یودا اور گند اکام ہے لیکن مجہنہ میں ایک دفعہ صاف کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ پس اپنی صلیب انھاؤ اور جاؤ بیت الخلاء خالی کرو۔ میں تصور کرتا ہوں کہ یوں اپنے شوہروں سے کہتی ہو گئی میرے پیارے، میں جانتی ہوں کہ تمہیں روئیوں کو محصول دینے سے نفرت ہے لیکن آج ہمارا محصول واجب الادا ہے اور محصول لینے والا آرہا ہے پس اپنی صلیب انھاؠ اور اس شخص کو ادا کرو۔ یسوع کا مفہوم یقیناً کسی کا صلیب انھانا اپنی خودی سے انکار کے مترادف ہے۔ (متی ۱۶: ۲۲)

”اُس وقت یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی کا انکار کرے اور اپنی صلیب انھائے اور میرے پیچھے ہو لے“۔ اسکی تشریح یوں ہو سکتی ہے اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنے مقاصد ایک طرف کر دے۔ اُس کے اس فیصلے سے اُسے بے عزمی اور ناگزیر مصیبت ملے گی پر وہ میرے پیچھے ہو لے۔ پس پیچے شاگرد یسوع کی پیروی کے لیے سب مصیبتوں سے بہنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ پہلے ہی سے اس ناگزیر مصیبت سے واقف ہیں اور اس کی قیمت کا اندازہ کرچکے ہیں، دوڑھتم کرنے کے عزم سے انہوں نے اسے جاری کیا ہے۔ یسوع کے الفاظ کہ اس کے پیروکار کو قیمت کا ادا کرنی پڑے گی اس کی دو تینیں اس تشریح کے حق میں ہیں۔

”کیونکہ تم میں سے ایسا کوں ہے کہ جب وہ ایک برج بنانا چاہے تو پہلے بیٹھ کر لگت کا حساب نہ کرے کہ آیا میرے پاس اُسے تیار کرنے کا سامان ہے یا نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ جب نیوڈال کرتیارہ کر سکے تو سب دیکھنے والے یہ کہہ کر پہنچا شروع کریں کہ اس شخص نے عمارت شروع تو کی مگر تکمیل نہ کر سکا۔ یا کون ایسا بادشاہ ہے جو دوسرے بادشاہ سے لڑنے جاتا ہو اور پہلے بیٹھ کر مشورہ مدد کر لے کہ آیا میں دس ہزار سے مقابلہ کر سکتا ہوں یا نہیں جو بیس ہزار لے کر مجھ پر چڑھا آتا ہے؟ نہیں تو جب وہ ہنوز دور ہی ہے اپنی بھیج کر شراط صلح کی درخواست کر لیگا“۔

یسوع کا اشارہ واضح نہیں ہے۔ اگر تم میرے شاگرد بننا چاہتے ہو تو پہلے اُس کی قیمت کا اندازہ کرو۔ مبادا کتم ابتدائی حالات میں ہی پیچھے ہٹ جاؤ۔ حقیقی شاگردمیری پیروی کی وجہ سے آنے والی مشکلات قبول کرتا ہے۔

A Third Requirement

یسوع نے اس دن بھجوم کے سامنے اپنے شاگردوں کے تقاضا جات میں ایک شرط یہ بھی رکھی کہ ”پس اسی طرح تم میں سے جو کوئی اپنا سب کچھ ترک نہ کرے وہ میرا شاگرد نہیں ہو سکتا۔“ (لوقا ۱۷: ۳۳)

پھر یہ منطقی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ یسوع مبالغہ آرائی سے کام لے رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے اپنی تمام ملکیت چھوڑ دیتی ہے اور بغیر چھپت، کپڑے اور کھانے کے رہنا ہے۔ ہمیں اس منطق میں اپنی ملکیت چھوڑنی ہے کہ اُس کا مالک خدا کو بنانا ہے۔ اس حد تک کہ ہم اپنی دولت کے چاری سر ہیں بلکہ اپنی دولت سے خدا کی خدمت کریں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم اضافی ملکیت کو چھوڑ کر سادہ اور شراکت کرنے والے خدا کے خادم کی طرح رہیں، جیسا کہ اعمال کی کتاب میں ہم ابتدائی کلیسیا کے بارے پڑھتے ہیں۔ یسوع کے شاگرد ہونے سے مراد ہے اس کے حکم ماننا۔ اور اس نے حکم دیا ہے کہ زمین پر اپنا خزانہ جمع نہ کرو بلکہ آسمان پر خزانہ جمع کرو۔

خلاصہ یہ ہے کہ یسوع کے مطابق اگر مجھے اس کا شاگرد بننا ہے تو ضرور ہے کہ میں پھل دار ہوں اور اپنے خاندان سے بڑھ کر اس سے پیار کروں۔ میں ان مصیبتوں اور دکھوں کا سامنا کرنے کے لیے رضا مند ہوں اور اپنے فیصلے پر قائم رہوں کہ میں نے اُس کی پیروی کرنی ہے۔ اور اپنی آمدن اور ملکیت کے بارے وہی کروں جو وہ چاہتا ہے۔ (اکثر اس کے احکامات ان سے متعلقہ ہیں، الہذا مجھے اپنے آپ کو یہ وقوف نہیں بنانا چاہیے جیسا کہ، بہت سے لوگ کہتے ہیں ”اگر خدا مجھے کہے گا کہ میں اپنی ملکیت سے کچھ کروں تو میں وہی کروں گا جو وہ کہے گا“)۔ یہ یسوع کے وقف شدہ پیروکار کی قسم ہے اور ہم پاسانوں کو ایسے شاگرد بنانے چاہیے۔ یہ ہمارے لیے خدا کا مخصوص مقصد ہے، ہم شاگرد بنانے والے خادم ہونے کے لیے بلائے گئے ہیں۔ یہ ایک بنیادی حقیقت ہے اور دنیا میں بہت سارے خاموں میں اس بات کا فتنہ ہے۔ جیسا کہ میں نے اپنی خدمت کا اندازہ لگایا ہے اگر اسی طرح وہ بھی اپنی خدمت کا اندازہ لگائیں تو یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ وہ خدا کی توقعات اور خواہشات سے بہت دور ہیں۔ جب میں نے اپنی کلیسیاء کے لوگوں کے ظاہر تک کے ساتھ وقف ہونے کے معیار پر غور کیا تو مجھے شک ہوا کہ ان میں بہت سے حقیقی شاگرد کہلانے کے قابل نہیں تھے۔

خادم اپنی کلیسیاء پر نظر کریں، کتنے لوگ ہیں جنہیں یسوع (لوقا ۲۶: ۳۳-۲۷) اپنے تباۓ ہوئے معیار کے مطابق اپنا شاگرد سمجھتا ہے؟ مبشر! کیا آپ کے پیغام سے ایسے لوگ تیار ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو وقف کرتے ہیں کہ وہ یسوع کے تمام احکامات پر عمل پیرا ہوں گے؟

اب وقت ہے کہ ہم اپنی خدمت کا اندازہ لگائیں اس سے پیشتر کے ہم یسوع کے سامنے آخری قیمت کے اندازہ کے لیے کھڑے ہوں۔ اگر میں اپنے مقصد سے دور ہوں تو اس کا اندازہ مجھے ابھی کرنا چاہیے تاکہ اُس وقت، کیا آپ کو بھیا ایسا کرنا چاہئے؟

A Final Sobering Thought

واضح ہے کہ یسوع چاہتا ہے کہ لوگ اس کے شاگرد نہیں۔ جیسا کہ اس کلام سے ظاہر ہے جو اس نے ہجوم سے کیا۔ (لوقا ۱۳: ۲۶-۳۳) میں قابض ہے۔ اس کا شاگرد بننا کتنا ہم ہے؟ لیکن اگر کوئی اس کا شاگرد نہیں بننا چاہتا تو کیا ہوگا؟ یسوع نے ”لوقا ۱۳ اباب“ میں اپنے خطبے کے آخر میں ان سوالات کا جواب دیا ہے۔

”نمک اچھا تو ہے لیکن اگر نمک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس چیز سے مزادار کیا جائے گا۔ نہ وہ زمین کا کام رہا تھا کھاد کے۔ لوگ اسے باہر پھینک دیتے ہیں جس کے کان منٹے کے ہوں وہ سن لے۔“ (لوقا ۱۳: ۳۴-۳۵)

غور کریں یہ غیر بیان نہیں ہے۔ یا آیت انگریزی زبان میں لفظ ”Therefore“ سے شروع ہوا ہے جس کا ترجمہ ”اس لئے“ ہے۔ نمک کو نمکین ہونا چاہیے یہی اس کی خصوصیت ہے۔ اگر وہ مزہ کھو دے تو بے کار ہو جاتا ہے اور باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ شاگرد سے متعلقہ اس مثال سے کیا مراد ہے؟ جیسا کہ نمک سے توقع ہے کہ وہ نمکین ہو اسی طرح یسوع کو لوگوں سے توقع ہے کہ وہ اس کے شاگرد ہوں۔ جبکہ وہ ہمارا خدا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اسے زیادہ پیار کریں اور اپنی صلیبیں اٹھائیں۔ اگر ہم اس کے شاگرد نہیں بنتے تو ہم اپنے وجود کیلئے اس کی ہر استدعا کو رد کرتے ہیں، ہم اچھے نہ تھے اور ضرور تھا کہ باہر پھینک دیئے جاتے لیکن یہ آسمان کی آواز نہیں تھی، کیا ایسا ہی تھا؟

ایک اور موقعہ پر یسوع نے اپنے شاگروں سے کہا ”تم زمین کے نمک ہو لیکن اگر نمک کا مزہ جاتا رہے تو وہ کس چیز سے نمکین کیا جائیگا۔ پھر وہ کسی کام کا نہیں سوا اس کے کہ باہر پھینکا جائے اور آدمیوں کے پاؤں کے نیچے روندا جائے۔“ (متی ۱۳: ۵)

واقعی یہ سمجھیدہ انتباہ ہے۔ پہلے تو وہ جو نمکین ہیں خدا کے استعمال کے قابل ہیں (تابعداری کیلئے وقف کرنے کی واضح مثال ہے)۔ بقیہ کسی کام کے نہیں سوا اس کے باہر پھینک دیئے جائیں اور روندے جائیں۔ دوسرا، یہ ضرور ممکن ہے کہ ”نمکین“ ہی ”بدمزہ“ ہو سکتا ہے۔ ورنہ یسوع کو اپنے شاگروں کو انتباہ کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

کیسے آج کی تعلیم کا ان سچائیوں سے اختلاف ہوتا ہے۔ جو کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ یسوع پر ایمان لانے سے آسمان پر جا سکتے ہیں لیکن اسکے شاگرد نہیں بن سکتے یا کسی کو نجات یافتہ ہونے کے معیار سے محروم نہیں کرتا۔ ہم آنے والے ابواب میں ان غلط نظریات کا تقسیماً جائزہ لیں گے۔